SABIYA VIRTUAL PUBLICATION

AMO
ABDE MUSTAFA OFFICIAL

CONTENTS

(اس فہرست میں کسی بھی عنوان پر فقط ایک کلک کرنے سے آپ متعلقہ صفحے پر جاسکتے ہیں۔)

ناشر کی طرف سے کچھ اہم باتیں

مختلف ممالک سے کئی لکھنے والے ہمیں اپنا سرمایہ ارسال فرمارہے ہیں جنھیں ہم شائع کر رہے ہیں۔ ہم یہ بتانا ضروری سمجھتے ہیں کہ ہماری شائع کردہ کتابوں کے مندرجات کی ذمہ داری ہم اس حد تک لیتے ہیں کہ یہ سب اہل سنت و جماعت سے ہے اور یہ ظاہر بھی ہے کہ ہر لکھاری کا تعلق اہل سنت سے ہے۔ دوسری جانب اکابرین اہل سنت کی جو کتابیں شائع کی جارہی ہیں تو ان کے متعلق کچھ کہنے کی حاجت ہی نہیں۔ پھر بات آتی ہے لفظی اور املائی غلطیوں کی تو جو کتابیں "**ٹیم عبد مصطفی آفیشل**" کی پیشکش ہوتی ہیں ان کے لیے ہم ذمہ دار ہیں اور وہ کتابیں جو ہمیں مختلف ذرائع سے موصول ہوتی ہیں، ان میں اس طرح کی غلطیوں کے حوالے سے ہم بری ہیں کہ وہاں ہم ہر ہر لفظ کی چھان پھٹک نہیں کرتے اور ہمارا کردار بس ایک ناشر کا ہوتا ہے۔

یہ بھی ممکن ہے کہ کئی کتابوں میں ایسی باتیں بھی ہوں کہ جن سے ہم اتفاق نہیں رکھتے۔ مثال کے طور پر کسی کتاب میں کوئی ایسی روایت بھی ہو سکتی ہے کہ تحقیق سے جس کا جھوٹا ہونا اب ثابت ہو چکا ہے لیکن اسے لکھنے والے نے عدم توجہ کی بنا پر نقل کر دیا یا کسی اور وجہ سے وہ کتاب میں آگئی جیسا کہ اہل علم پر مخفی نہیں کہ کئی وجوہات کی بنا پر ایسا ہوتا ہے۔ تو جیسا ہم نے عرض کیا کہ اگرچہ ہم اسے شائع کرتے ہیں لیکن اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ ہم اس سے اتفاق بھی کرتے ہیں۔

ایک مثال اور ہم اہل سنت کے مابین اختلافی مسائل کی پیش کرنا چاہتے ہیں کہ کئی مسائل ایسے ہیں جن میں علمائے اہل سنت کا اختلاف ہے اور کسی ایک عمل کو کوئی حرام کہتا ہے تو دوسرا اس کے جواز کا قائل ہے۔ ایسے میں جب ہم ایک ناشر کا کردار ادا کر رہے ہیں تو دونوں کی

کتابوں کو شائع کرنا ہمارا کام ہے لیکن ہمارا موقف کیا ہے، یہ ایک الگ بات ہے۔ ہم فریقین کی کتابوں کو اس بنیاد پر شائع کر سکتے ہیں کہ دونوں اہل سنت سے ہیں اور یہ اختلافات فروعی ہیں۔ اسی طرح ہم نے لفظی اور املائی غلطیوں کا ذکر کیا تھا جس میں تھوڑی تفصیل یہ بھی ملاحظہ فرمائیں کہ کئی الفاظ ایسے ہیں کہ جن کے تلفظ اور املا میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اب یہاں بھی کچھ ایسی ہی صورت بنے گی کہ ہم اگرچہ کسی ایک طریقے کی صحت کے قائل ہوں لیکن اس کے خلاف بھی ہماری اشاعت میں موجود ہو گا۔ اس فرق کو بیان کرنا ضروری تھا تاکہ قارئین میں سے کسی کو شبہ نہ رہے۔

ٹیم عبد مصطفی آفیشل کی علمی، تحقیقی اور اصلاحی کتابیں اور رسالے کئی مراحل سے گزرنے کے بعد شائع ہوتے ہیں لیکن اس کے باوجود ان میں بھی ایسی غلطیوں کا پایا جانا ممکن ہے لہذا اگر آپ انھیں پائیں تو ہمیں ضرور بتائیں تاکہ اس کی تصحیح کی جاسکے۔

صابیا ورچوئل پبلیکیشن

POWERED BY
ABDE MUSTAFA OFFICIAL

وجہِ تالیف

اِس تحریر کی بنیادی وجہ و سبب لاہور سے **میڈیکل لیبارٹری ٹیکنشن** (medical laboratory technician) کے شعبے سے تعلّق رکھنے والے ایک دوست بنے جن پر انجینئیر محمد علی مرزا جہلمی کے کسی فالوور نے اعتراضات داغے تو اُن کا کہنا تھا کہ تحریر مدلّل مگر مختصر اور جامِع ہو تاکہ پڑھنے اور ذہن نشین کرنے میں آسانی ہو لہذا اختصار کے پیشِ نظر اِس مسئلے کی بنیادی روح سے آشنائی کروانے کی کوشش کی گئی ہے جو کہ ان شاء اللہ کفایت کرے گی ،اللہ ہم سب کو راہِ ہدایت پر چلائے ، آمین.

مقدّمہ

استمداد کا مطلب ہوتا ہے "مدد طلب کرنا"

"استمداد از اولیاء بعد از وفاتِ اولیاء" کا مطلب ہے اولیائے کرام کی وفات کے بعد اُن کو "یا" کے ساتھ مخاطب کر کے پکارنا، اِس نظریے کو ہم اہلِ سنّت و جماعت نہ تو فرض مانتے ہیں نہ ہی واجب بلکہ محض جائز مانتے ہیں کہ کوئی بھی مومن مشکل وقت میں "یا" کے ساتھ ندا کر کے جیسے اللہ کو پکارتا ہے یونہی اولیاء اللہ کو بھی پُکار سکتا ہے ہاں یہ فرق ملحوظ رکھنا ضروری ہے کہ اللہ مدد کرنے میں کسی کا محتاج نہیں جبکہ اولیائے کرام یقیناً اللہ کے در کے فقیر و محتاج ہیں ان کے خزانے اللہ نے قوّتِ تصرّفات سے بھر دیے ہیں۔

اگر کوئی شخص ساری زندگی میں کبھی اولیاء کو ندا نہ کرے مگر اِس عمل کو اعتقاداً جائز مانتا ہو تو یہ شخص گرفت سے محفوظ ہے البتہ اگر کوئی اِس عمل کو ناجائز اور شرک شمار کرے تو وہ بغیر کسی شرعی دلیل کے امّتِ مسلمہ کو مشرک قرار دے رہا ہے جو کہ ہرگز ہرگز قابلِ قبول نہیں ہے۔
جو اِس عمل کو ناجائز و شرک بتاتے ہیں دلائل دینا اُن کی ذمہ داری ہے کہ وہ قرآن و حدیثِ صحیح سے ثابت کریں کہ اولیاء اللہ سے مدد مانگنا شرک ہے جبکہ احادیث صحیحہ اہلِ سنّت کے اس موقف کی مؤیّدہ ہیں کہ "استمداد بعد از وفات" جائز ہے۔

تین ابواب

اِس موضوع کو بنیادی طور پہ تین ابواب پر تقسیم کیا گیا ہے،

پہلا باب "حیاتِ اولیاء بعد از وصال"

دوسرا باب "قوّتِ روح اور مسئلۂ استمداد"

تیسرا باب "چند اعتراضات کے جوابات"

اولیاء اللہ سے بعد از وفات مدد مانگنا

اس موضوع کو سمجھنے سے پہلے یہ سوال اٹھتا ہے کہ اولیاء اللہ بعد از وفات زندہ بھی ہوتے ہیں یا نہیں ؟ اور اُنہیں لوگوں کے آنے جانے کا ادراک (علم) ہوتا ہے یا نہیں ؟

لہذا سب سے پہلے تو ہم "حیاتِ اولیاء بعد از وفات" (یعنی فوت ہونے کے بعد زندہ ہونے) پر دلائل دیں گے۔

پہلا باب:

حیاتِ اولیاء اللہ بعد از وفات

اولیاء تو اولیاء رہے یہاں تو وفات کے بعد عام مومن کی زندگی بھی ثابت ہے۔

فصلِ اوّل: تدفین سے پہلے کی حیات پر دلائل:

(۱): اذا وضعت الجنازة واحتملها الرجال علی اعناقهم فان کانت صالحة قالت قدمونی وان کانت غیر صالحة قالت لاھلھا یا ویلھا این تذھبون بھا یسمع صوتھا کل شیئ الا الانسان ولو سمع الانسان لصعق

ترجمہ۔۔۔ جب میت چارپائی پر رکھی جاتی ہے اور اُسے مرد اپنی گردنوں پر اُٹھاتے ہیں تو اگر وہ نیک ہو تو کہتی ہے مجھے آگے لے چلو، اور اگر وہ نیک نہ ہو تو کہتی ہے ہائے افسوس اسے کہاں لے جا رہے ہو، اس میت کی آواز انسان کے علاوہ ہر چیز سنتی ہے اور اگر انسان وہ آواز سن لے تو بے ہوش ہو جائے۔

(صحیح بخاری رقم الحدیث:1314)

(۲) قال النبی ان المیت لیعرف من یحملہ ومن یغسلہ ومن یدلیہ فی قبرہ

ترجمہ۔۔۔ نبی اکرم نے فرمایا کہ بے شک میت اس شخص کو ضرور پہچانتی ہے جو اُسے اٹھاتا ہے اور جو اسے غسل دیتا ہے اور جو اسے قبر میں اتارتا ہے۔

(مسند احمد رقم الحدیث:3037)

(المعجم الاوسط 257/7 رقم الحدیث:7438)

(کتاب المنامات لابن ابی الدنیا صفحہ 23 رقم:6)

(۳) عن ابی ھریرة قال: لا یقبض المؤمن حتی یری البشری فاذا قبض نادی فلیس فی الدار دابة صغیرة ولا کبیرة الا ھی تسمع صوتہ الا الثقلین الجن والانس تعجلو بہ الی ارحم الراحمین فاذا وضع علی سریرہ قال ما ابطأ ما تمشون

ترجمہ۔۔۔ سیّدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مومن کی روح تب تک نہیں نکلتی جب تک بشارت نہ دیکھ لے پھر جب روح قبض ہوتی ہے تو وہ مومن آواز لگاتا ہے جسے انسان اور جن کے علاوہ گھر میں موجود ہر چھوٹا بڑا جاندار سنتا ہے، وہ کہتا ہے اسے "ارحم الراحمین" یعنی اللہ کی طرف جلدی لے چلو، پھر جب مومن کو چارپائی پر رکھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے کتنی دیر کر رہے ہو چلنے میں۔

(مصنّف ابن ابی شیبة جلد 12 صفحہ 111 رقم:35709)

(۴) عن ام الدرداء قالت ان المیت اذا وضع علی سریرہ فانہ ینادی یا اھلاہ، یا جیراناہ، یا حملة سریراہ! لا تغرنکم الدنیا کما غرتنی ولا تلعبن بکم کما تلاعبت بی فان اھلی لم یتحملوا عنی من وزری شیئا

ترجمہ۔۔۔ سیدہ ام درداء (سیدنا ابوالدرداء صحابی کی زوجہ) نے فرمایا: بے شک جب میت کو چارپائی پر رکھا جاتا ہے تو وہ آواز لگاتی ہے، اے گھر والو، اے پڑوسیو، اے چارپائی اُٹھانے والو! دنیا تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے جیسے اُس نے

مجھے دھوکے میں ڈالا اور دنیا تمہارے ساتھ نہ کھیلے جیسے میرے ساتھ کھیلی یقیناً میرے گھر والے میرا تھوڑا سا بوجھ بھی نہیں اٹھائیں گے۔

(کتاب الزھد لاحمد بن حنبل صفحہ 186 رقم:920)

(۵) عن عمرو بن دینار قال ما من میت یموت الا وھو یعلم ما یکون فی اھلہ بعدہ وانھم لیغسلونہ ویکفنونہ وانہ لینظر الیھم

ترجمہ۔۔۔ حضرت سیّدنا عمرو بن دینار تابعی (جو کہ 45 ہجری میں پیدا ہوئے اور 125 ہجری میں وفات پائی اور عبداللہ بن عبّاس، عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن عُمرِ فاروق، جابر بن عبداللہ، انس بن مالک، ابوھریرہ، ابوسعید خُدری، بَراء بن عازِب اور دیگر صحابہ کرام کے شاگرد ہیں) آپ فرماتے ہیں ہر میّت جانتی ہے کہ اس کے بعد اس کے گھر والوں میں کیا ہو رہا ہے وہ اس میت کو نہلاتے ہیں اور کفناتے ہیں جبکہ وہ میت ان سب کو دیکھ رہی ہوتی ہے۔

(کتاب ذکر الموت لابن ابی الدنیا صفحہ 159 رقم:285)

(احوال القبور لابن رجب الحنبلی صفحہ 272)

(التحریر المرسّخ فی احوال البرزخ صفحہ 124 رقم:348)

دوسری روایت میں الفاظ یوں ہیں:

یقال لہ وھو علی سریرہ اسمع ثناء الناس علیك

ترجمہ۔۔۔ میت چارپائی پر ہوتی ہے اور اُسے کہا جاتا ہے، ذرا وہ تعریف و توصیف سنو جو لوگ تمہارے بارے کہہ رہے ہیں۔

(حلیۃ الاولیاء جلد 3 صفحہ 349)

ایک محقّق ابو عبدالرحمن مصری کہتے ہیں کہ: "ھذا اسناد صحیح رجالہ کلھم آئمۃ ثقات" یعنی یہ سند صحیح ہے اس کے تمام راوی ثقہ امام ہیں۔

(التحریر المرسّخ فی احوال البرزخ صفحہ 123)

یہاں تک ہم نے احادیثِ رسول اور نظریۂ صحابہ و تابعین سے کم از کم 4 باتیں ثابت کر دی ہیں،

(1) میّت بعد از وفات قبر میں جانے سے پہلے سب کو جانتی ہے

(2) سب کو پہچانتی بھی ہے

(3) سب کی باتیں سنتی بھی ہے

(4) اور خود بولتی بھی ہے۔

فصلِ دوم: تدفین کے بعد کی حیات

(٦) قال عمرو بن العاص لابنه ۔۔۔ فاذا دفنتمونی فشنوا علی التراب شناً ثم اقیموا حول قبری قدر ما تنحر جزور ویقسم لحمها حتی أستنأنس بکم وانظر ماذا اراجع به رسل ربی

ترجمہ۔۔۔ صحابیٔ رسول حضرت عَمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے جنابِ عبداللہ رضی اللہ عنہ کو وصیّت کرتے ہوئے فرمایا کہ جب تم مجھے دفنا چکو تو مجھ پر مٹی آہستہ آہستہ ڈالنا پھر میری قبر کے اردگرد اتنی دیر ٹھہرے رہنا جتنی دیر میں اونٹ ذبح کرکے اس کا گوشت تقسیم کیا جاسکتا ہے حتیٰ کہ تمہاری وجہ سے میرا دل بہل جائے اور میں جان لوں کہ میں اپنے رب کے فرشتوں کو کیا جواب دیتا ہوں۔

(صحیح مُسلم رقم الحدیث:121)

ذرا غور کیجئے کہ صحابیٔ رسول حضرت عَمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا یہ جُملہ "استانس بکم" یعنی میں تمہاری وجہ سے مانوس ہو جاؤں، میرا تمہاری وجہ سے قبر میں دل لگ جائے، اس جُملہ سے کم از کم تین 3 چیزیں ثابت ہوتی ہیں،

(نمبر 1) مسلمان کا قبر میں زندہ ہونا۔

(نمبر 2) قبر کے اوپر مٹی کی اتنی زیادہ رکاوٹ ہونے کے باوجود میت کا باہر والے کو دیکھنا اور پہچاننا، کیونکہ بندے کا دل اُس سے ہی لگتا ہے جو اپنا ہوتا ہے اور بندہ اُسے پہچانتا ہے۔

(نمبر 3) کوئی جاننے پہچاننے والا قبر پر صرف چلا ہی جائے اور کچھ بھی تلاوت وغیرہ نہ کرے پھر بھی میّت کا دل بہل جاتا ہے۔

(٧) عن عائشة قالت کنت ادخل بیتی الذی فیه رسول الله وانی واضع ثوبی واقول انما هو زوجی و ابی فلما دفن عمر معهم فوالله ما دخلته الا وانا مشدودة علی ثیابی حیاء من عمر

ترجمہ۔۔۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا فرماتی ہیں کہ میں اپنے اُس حجرہ میں جہاں رسول اللہ کا روضہ ہے بغیر حجاب کے داخل ہو جایا کرتی تھی اور یہ کہتی تھی کہ یہاں میرے شوہرِ نامدار اور والدِ بزرگوار ہی تو مدفون ہیں مگر جب سے عمر رضی اللہ عنہ کو دفن کیا گیا تو اللہ کی قسم! میں عمر سے حیاء کے باعث کبھی بے حجاب داخل نہیں ہوئی۔

(مسند احمد رقم الحدیث:12212)

(المستدرک للحاکم جلد 4 صفحہ 8 رقم الحدیث:6721)

(مشکوۃ المصابیح رقم الحدیث:1771)

قال الهیثمی: رجاله رجال الصحیح

امام علی بن ابوبکر ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس حدیث کے تمام راوی صحیح کے راوی ہیں۔

(مجمع الزوائد جلد 16 صفحہ 55 رقم الحدیث:12739)

(٨) ان عقبة بن عامر قال ما ابالی فی القبور قضیت حاجتی او فی سوق والناس ینظرون

ترجمہ۔۔۔ صحابیٔ رسول حضرت عُقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اِن دو کاموں کو ایک برابر سمجھتا ہوں کہ میں قبرستان میں قضائے حاجت کروں یا بازار میں لوگوں کی نظروں کے سامنے۔

(مصنّف ابن ابی شیبہ جلد 4 صفحہ 495 رقم الحدیث:11895)

(۹) عن عَمرو بن حزم قال رآنی النبی متکئا علی قبر فقال لا تؤذ صاحب القبر

ترجمہ۔۔۔ صحابیٔ رسول حضرت عَمرو بن حزم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم نے مجھے قبر کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے دیکھا تو فرمایا اس قبر والے کو اذیّت نہ دو۔

(المستدرک للحاکم جلد 3 صفحہ 681 رقم الحدیث:6502)

(مشکوۃ المصابیح رقم الحدیث: 1721)

(اتحاف المھرۃ لابن حجر العسقلانی جلد 12 صفحہ 465 رقم:15934)

ان مذکورہ حوالہ جات چند سے سے کم از کم چار 4 چیزیں ثابت ہوئیں،

(نمبر 1) میت قبر میں سنتی ہے

(نمبر 2) آنے جانے والے کو پہچانتی بھی ہے

(نمبر 3) کوئی جان پہچان والا قبر پہ آئے تو دِل بھی بہلاتی ہے اور قبر میں سکون پاتی ہے۔

(نمبر 4) قبر کے اوپر والی مٹی کا نیچے میت کے جسم کے ساتھ اتنا گہرا تعلّق ہوتا ہے کہ اُس مٹی سے کوئی ٹیک لگائے تو تکلیف میّت کو پہنچتی ہے۔

فصلِ سوم: تدفین کے بعد میت کا قبر سے سلام کا جواب دینا

(۱۰) قال رسول اللہ : ما من احد یمر بقبر اخیہ المؤمن کان یعرفہ فی الدنیا فیسلم علیہ الا عرفہ و رد علیہ السلام

ترجمہ۔۔۔ رسولِ اکرم نے فرمایا: جب بھی کوئی شخص اپنے ایسے مسلمان بھائی کی قبر کے پاس سے گزرتے ہوئے اُسے سلام کرتا ہے جس کی اِس کے ساتھ دنیا میں جان پہچان تھی تو وہ قبر والا اسے پہچانتا بھی ہے اور سلام کا جواب بھی دیتا ہے۔

(الاحکام الصغری لعبد الحق صفحہ 345)

(کتاب الاستذکار جلد 2 صفحہ 165 رقم الحدیث:1858)

(شرح الصدور للسیوطی صفحہ 273)

(التحریر المرسخ فی احوال البرزخ صفحہ 257 رقم:624)

(وفاء الوفاء الجزء الرابع صفحہ 178)

امام الشیخ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 756 ہجری) فرماتے ہیں: ذکرہ جماعۃ ، "یعنی اِس حدیث کو محدثین کی جماعت نے ذکر کیا ہے۔ (یعنی کئی محدثین نے ذکر کیا ہے)

(شفاء السقام صفحہ 246)

حدیث کی اسنادی حیثیت:

اسنادہ صحیح

یعنی اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

(الاحکام الشرعیۃ لعبدالحق (المتوفی 581 ہجری) صفحہ 345)

رواہ ابن عبدالبر و صححہ

یعنی امام ابن عبدالبر (المتوفی 463 ہجری) نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور صحیح قرار دیا ہے۔

(وفاء الوفاء الجزء الرابع صفحہ 178)

(۱۱) عن ابی ھریرۃ قال اذا مر الرجل بقبر یعرفہ فسلم علیہ رد علیہ السلام وعرفہ واذا مر بقبر لا یعرفہ فسلم علیہ رد علیہ السلام

ترجمہ۔۔۔ صحابیٔ رسول سیّدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص کسی جان پہچان والے شخص کی قبر سے گزرتے ہوئے سلام کرتا ہے تو وہ قبر والا اس سلام کرنے والے کو پہچانتا بھی ہے اور سلام کا جواب بھی دیتا ہے اور جب کسی انجان کی قبر سے گزرتے ہوئے سلام کرتا ہے تو وہ صاحبِ قبر سلام کا جواب پھر بھی دیتا ہے۔

(شعب الایمان جلد 11 صفحہ 473 رقم الحدیث: 8857)

محدّثین کا اِس پر مختصر تبصرہ:

امام تقی الدین السبکی قدس سرہ العزیز (المتوفی 756 ہجری) فرماتے ہیں:

(۱۲) والآثار فی انتفاع الموتی بزیارۃ الأحیاء وما یصل الیھم وادراکھم لذلك لا تحصر

ترجمہ۔۔۔ جب دنیا والے قبروں کی زیارت کرتے ہیں تو اس سے میت کو فائدہ ہوتا ہے ، ثواب پہنچتا ہے اور میت کو ان سب چیزوں کا پتہ چلتا ہے اِس عنوان پر بے شمار احادیث و آثار ہیں۔

(شفاء السقام للامام السبکی صفحہ 246)

امام سمھودی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(۱۳) والآثار فی ھذا المعنی کثیرۃ

ترجمہ۔۔۔ اِس موضوع پر کثیر احادیث و آثار ہیں۔

(وفاء الوفاء جلد 2 جزء 4 صفحہ 179)

اہم نوٹ:

اب غور سے سمجھئے:

انبیاء اور شہداء کی حیات بعد از وفات سے تو سبھی واقف ہیں اور اس پر بے شمار دلائل قرآن و حدیث سے ہیں جبکہ عام مومنین کی حیات پر ہم نے انتہائی اختصار کے ساتھ چند دلائل پیش کر دیے ہیں،

اب رہ گیا اولیاء کی حیات کا معاملہ، تو یہ سبھی پر عیاں ہے کہ اولیاءاللہ کا رتبہ عام مومنین سے زیادہ ہوتا ہے اور کم از کم وہ مومنین میں تو شامل ہی ہیں لہذا ہمارے جن مذکورہ دلائل و احادیثِ صحیحہ سے حیاتِ مومنین ثابت ہے انہیں سے حیاتِ اولیاء بھی ثابت قرار پائی،

المختصر یہ کہ اولیاء کی حیات و ادراک، سننا، جاننا، پہچاننا تو ثابت ہو چکا، اب رہا بعد از وفات مدد مانگنے کا معاملہ تو اُس پر ہم چند دلائل پیش کرتے ہیں۔

باب دوم

قوّتِ روح اور مسئلہ استمداد

فصلِ اوّل: حیاتِ روح:

تمہید:

ایک تمہید ذہن کر لیں کہ اہلِ سنّت و جماعت کا نظریۂ استمداد یہ ہے کہ مدد ولی کی روح سے طلب کی جاتی ہے نہ کہ جسم سے، کیونکہ روحیں ہمیشہ زندہ ہوتی ہیں،

اتمامِ حجّت کے لیے روحوں کے زندہ ہونے پر چند دلائل تحریر کر رہا ہوں،

(۱۴) قال عمر بن عبد العزیز انما خلقتم للابد لکنکم تنقلون من دار الی دار

ترجمہ۔۔۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز تابعی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 101 ہجری) فرماتے ہیں کہ لوگو تم ہمیشہ رہنے کے لیے پیدا کیے گئے ہو، بوقتِ وفات صرف ایک گھر سے دوسرے گھر منتقل ہوتے ہو۔

(حلیۃ الاولیاء جلد 5 صفحہ 287)

(۱۵) قال بلال بن سعد فی وعظه انما خلقتم للخلود والابد وانکم تنقلون من دار الی دار

ترجمہ۔۔۔ حضرت بلال بن سعد تابعی (المتوفی تقریبًا 110 ہجری) نے اپنے خطاب میں فرمایا: لوگو تم ہمیشہ ہمیشہ کے لیے پیدا کیے گئے ہو اور بے شک تم (بوقتِ وفات) صرف گھر سے گھر بدلتے ہو۔

(حلیۃ الاولیاء جلد 5 صفحہ 229)

(١٦) ان الارواح جواهر قائمة بانفسها مغائرة لما يحس به من البدن تبقي بعد الموت دراكة و عليه جمهور الصحابة والتابعين وبه نطقت الآيات والسنن

ترجمہ۔۔۔ بے شک روحیں جوہر ہیں جو کہ ہمیں نظر آنے والے اور محسوس ہونے والے بدن کے علاوہ اور چیزیں ہوتی ہیں، روحیں موت کے بعد باقی رہتی ہیں اور زبردست اِدراک کرتی ہیں یہی جمہور صحابہ و تابعین کا مذہب ہے اور اسی نظریے کی حمایت میں آیات و احادیث بولتی ہیں۔

(تفسیر بیضاوی تحت آیۃ "بل احیاء ولکن لاتشعرون" جلد 1 صفحہ 114 دار احیاء الترث العربی، بیروت لبنان)

(١٧) النفس باقية بعد موت البدن عالمة باتفاق المسلمين

ترجمہ۔۔۔ بدن کی موت کے بعد روح باقی رہتی ہے اور جانتی ہے، اِس پر تمام مسلمانوں کا اتفاق و اجماع ہے۔

(شفاء السقام صفحہ 437)

(١٨) هي باقية بعد خلقها بالاجماع

ترجمہ۔۔۔ اس پر اجماع و اتفاق ہے کہ روح پیدائش کے بعد ہمیشہ زندہ رہتی ہے۔

(شرح الصدور صفحہ 421)

(١٩) قال العلماء: الموت ليس بعدم محض، وانما هو انقطاع تعلّق الروح بالبدن

ترجمہ۔۔۔ علماء فرماتے ہیں کہ موت عدمِ محض نہیں ہے بلکہ موت کا مطلب صرف اتنا ہے کہ روح کا بدن سے جدا ہو جانا۔

(شرح الصدور صفحہ 34)

اِن دلائل سے ثابت ہوا کہ مرنے کا مطلب بالکل فناء ہو جانا اور ختم ہو جانا نہیں ہوتا بلکہ مرنے کا مطلب فقط یہ ہے کہ روح کا جسم سے جدا ہو جانا لہٰذا صرف جسم بے جان ہوتا ہے روح زندہ و تابندہ ویسے ہی رہتی ہے جیسے پہلے تھی۔

فصلِ دوم: روح کی آزادی

اب اِن تمام مسائل کے بعد ایک ہی بات رہ گئی کہ کیا روح کو اتنی آزادی دی جاتی ہے یا نہیں کہ وہ کسی کی مدد کر سکے یا کسی کے حال احوال سے واقف ہو سکے یا اِدھر اُدھر جا سکے ؟؟؟

اب اِس پر چند دلائل پیشِ خدمت ہیں، ملاحظہ ہوں:

(٢٠) قال النبی صلی الله علیه وسلم الدنیا سجن المؤمن و سنته فاذا فارق الدنیا فارق السجن والسنة

ترجمہ۔۔۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا مومن کے لیے زندان اور تنگی کی جگہ ہے جب مومن دنیا سے جُدا ہوتا ہے تو یہ ایسے ہی ہے جیسے وہ قید خانے اور تنگی سے آزاد ہو گیا۔

(مسند احمد 10076)

قال الهیثمی: رواہ احمد والطبرانی و رجال احمد رجال الصحیح غیر عبداللہ بن جنادۃ وھو ثقۃ

ترجمہ۔۔۔ امام علی بن ابی بکر ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس حدیث کو امام احمد بن حنبل اور طبرانی نے روایت کیا جبکہ امام احمد بن حنبل والی روایت کے رجال صحیح کے رجال ہیں سوائے عبداللہ بن جنادۃ کے اور وہ بھی ثقہ ہیں۔

(مجمع الزوائد جلد 21 صفحہ 426 رقم الحدیث: 1823)

(۲۱) قال رسول اللہ ما شبھت خروج المؤمن من الدنیا الی الآخرۃ الا مثل خروج الصبی من بطن امہ من ذلك الغم والظلمة الی روح الدنیا

ترجمہ۔۔۔ رسولِ پاک نے فرمایا: مومن کا دنیا سے جانا ایسے ہے جیسے بچے کا ماں کے پیٹ سے باہر آنا یعنی دم گھٹنے والی اور اندھیری جگہ سے نکل کر وسیع دنیا میں آجانا۔

(نوادر الاصول للحکیم الترمذی جلد 1 صفحہ 276)

(۲۲) عن عبداللہ بن عمرو قال: ان الدنیا جنة الکافر وسجن المؤمن وانما مثل المؤمن حین تخرج نفسه کمثل رجل کان فی سجن فاخرج منه فیتقلب فی الارض ویتفسح فیھا

ترجمہ۔۔۔ صحابئ رسول حضرت سیّدنا عبداللہ بن عَمرو بن العاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ بے شک دنیا کافر کے لیے جنّت ہے اور مومن کے لیے زندان ہے اور جب مومن کی روح جسم سے نکل جاتی ہے تو یہ ایسے ہے جیسے کوئی شخص زندان میں قید تھا پھر اُسے آزاد کر دیا گیا اور وہ زمین میں آزادانہ گھوم پھر رہا ہے۔

(کتاب الزھد لعبداللہ بن المبارک صفحہ 199 رقم الحدیث: 597)

مذکورہ روایات یہ بات ثابت ہوئی کہ مومن کی روح کو اللہ آزادی عطا فرما دیتا ہے، لہذا اب نظریۂ استمداد سمجھنا آسان ہو گیا کہ جب روح کو اِتنی آزادی مِل گئی تو اب وہ جہاں چاہے سیر کرے، اور یہ بھی ثابت ہوا کہ ہم ولی کی جسمانی طاقت نہیں بلکہ روح والی طاقت یعنی روحانی طاقت سے مدد مانگتے ہیں۔

فصلِ سوم: اولیاء اللہ کی روحانی طاقت وتصرّف

رہا یہ سوال کہ اللہ ولی کی روحانی طاقت کتنی ہوتی ہے؟ تو اس سوال کا جواب ہم صحیح بخاری کی حدیث سے واضح کر دیتے ہیں،

(۲۳) قال رسول الله ان الله قال: من عادى لى وليا آذنته بالحرب وما تقرب الى عبدى بشيئ احب الى مما افترضت عليه ومايزال عبدى يتقرب الى بالنوافل حتى احبه فاذا احببته كنت سمعه الذى يسمع به وبصره الذى يبصر به ويده التى يبطش بها ورجله التى يمشى بها اون سألنى لاعطينه ولئن استعاذنى لاعطينه

ترجمہ۔۔۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بے شک اللہ تعالی نے فرمایا: جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی میں اُس کے ساتھ اعلانِ جنگ کرتا ہوں اور میرا بندہ جن اعمال کے ذریعے میرا قرب پاتا ہے اُن میں سب سے زیادہ پسندیدہ اعمال فرائض ہیں اور میرا بندہ (فرائض ادا کرنے کے بعد) نوافل کے ذریعے مسلسل میرا قرب پاتا رہتا ہے حتیٰ کہ اتنا قرب پا جاتا ہے کہ میں اُس سے محبّت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اُس سے محبّت کرتا ہوں تو میں اُس کی سماعت بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور میں اُس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھا کرتا ہے اور میں اُس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور میں اُس کے قدم بنتا ہوں جن سے وہ چلا کرتا ہے اور اگر وہ مجھ سے کچھ مانگتا ہے تو میں اُسے ضرور عطا کرتا ہوں اور اگر وہ میری پناہ مانگتا ہے تو میں اُسے ضرور پناہ عطا کرتا ہوں۔

(صحیح بخاری رقم الحدیث: 6502)

حدیث کی تشریح اور مسئلہ استمداد:

امام فخر الدین رازی (المتوفی 604 ہجری) ارشاد فرماتے ہیں:

(۲۴) العبد اذا واظب على الطاعات بلغ الى المقام الذى يقول الله كنت له سمعا و بصرا فاذا صار نور اجلال الله سمعا له سمع القريب والبعيد واذا صار ذلك النور بصرا له رآى القريب والبعيد واذا صار ذلك النوريدا له قدر على التصرف فى الصعب والسهل والبعيد والقريب

ترجمہ۔۔۔جب بندہ نیکیوں پر پابندی اور ہمیشگی اختیار کرتا ہے تو وہ اس بلند مقام تک جا پہنچتا ہے جس کے متعلّق اللہ فرماتا ہے کہ میں اس کے کان اور آنکھیں بن جاتا ہوں، تب اللہ کا جلال والا نور اس کی قوّتِ سماعت میں سرایت کر جاتا ہے جس کی وجہ سے بندہ قریب اور دُور کی ہر آواز سُن لیتا ہے اور وہ نور اُس کی آنکھوں میں سرایت کر جاتا ہے تو وہ قریب اور دُور ہر جگہ دیکھ لیتا ہے اور وہ نور اُس کے ہاتھوں میں جلوہ گر ہوتا ہے تو اُسے دُور اور نزدیک کے ہر مشکل اور ہر آسان کام کو کرنے پر قدرت حاصل ہو جاتی ہے۔

(تفسیر کبیر، سورۃ الکھف تحت آیۃ، 9 تا 12 جلد 21 صفحہ 92)

سبحان اللہ! ہم پیچھے عرض کر چکے کہ ہم اہلِ سنّت و جماعت اولیائے کرام کے جسموں کی بجائے روح سے مدد طلب کرتے ہیں اور ہم دلائل سے یہ بھی ثابت کر چکے کہ جسم کے مرنے سے روح نہیں مرتی بلکہ روح ہمیشہ زندہ رہنے کے لیے پیدا کی گئی ہے وہ ہمیشہ زندہ رہتی ہے اور رہے گی اور ہم یہ بھی دلائل سے ثابت کر چکے کہ اللہ مومن کی روح کو ایسے آزادی عطا فرما دیتا ہے جیسے قیدی کو زندان سے آزاد کر دیا جاتا ہے،

لہذا ہم اولیاء کی روحانی طاقت سے مدد طلب کرتے ہیں اور اُن کی روحانی طاقت کا اندازہ صحیح بخاری کی مذکورہ حدیثِ مبارکہ اور امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے کی گئی تشریح سے لگایا جا سکتا ہے کہ اولیاءاللہ کی آنکھوں میں، کانوں میں، ہاتھوں میں اور قدموں میں قوّتِ الٰہی کا نور جلوہ گر ہوتا ہے اور قوّتِ الٰہی کی وُسعت سے کون انکار کر سکتا ہے؟

پس جیسے وہ اللہ ہر جگہ سنتا ہے اور دیکھتا ہے ایسے ہی اولیائے کرام بھی اللہ کی دی ہوئی خاص طاقت سے ہر جگہ سنتے ہیں، دیکھتے ہیں اور مدد کے لیے پہنچ جاتے ہیں۔

باب نمبر(3)

ممکنہ اعتراض:

ممکن ہے کوئی اعتراض کرے کہ اِس حدیث میں بعد از وصال مدد کرنے کا ذکر کہاں ہے ؟

حدیث میں بعد از وصال مدد کرنے کا ذکر کہاں ہے؟

الجواب:

اس کا جواب یہ ہے کہ اگر گزشتہ تفصیل پر غور کیا جائے تو یہ سوال کرنے کی نوبت ہی نہ آتی کیونکہ ہم پہلے ہی یہ کہہ چکے کہ ہم مدد جسم سے نہیں بلکہ روح سے طلب کرتے ہیں اور روح موت سے مرتی نہیں بلکہ صرف جسم سے جُدا ہوتی ہے اور ہمیشہ زندہ رہتی ہے اور اُس ولی کی روح والی طاقت (یعنی روحانی طاقت) بھی ہمیشہ برقرار رہتی ہے کیونکہ مذکورہ حدیثِ قُدسی میں کان، آنکھ، ہاتھ اور قدم کو روحانی طاقت دینے کا تذکرہ تو موجود ہے مگر بوقتِ وفات واپس لینے کا ذکر کہیں بھی موجود نہیں ہے لہذا جو قوّت اللہ نے اپنے نیک بندوں کو عطا کی ہوتی ہے وہ بعد از وفات بھی اُسی طرح تابندہ اور برقرار رہتی ہے۔

اعتراض(2)

غیراللہ (اللہ کے علاوہ کسی) سے مدد طلب کرنا شرک ہے کیونکہ قرآن فرماتا ہے: اياك نعبد واياك نستعين

ترجمہ۔۔۔ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں،(الفاتحة:4)

الجواب:

اگر بالفرض ہم تسلیم کر بھی لیں کہ غیراللہ سے مدد مانگنا شرک ہے تو پھر تو ہر حال میں مدد مانگنا شرک ہو گا کیونکہ مذکورہ آیت میں ایسا کوئی استثناء (exception) موجود نہیں ہے کہ زندہ سے مدد مانگنا جائز ہے اور مُردہ سے مانگنا ناجائز ہے، یا قریب والے سے مانگنا تو جائز ہے اور دُور پُکار کر مانگنا ناجائز ہے یا ماتحت الاسباب تو جائز ہے اور مافوق الاسباب ناجائز ہے، ایسی کوئی تقسیم اِس آیت موجود نہیں ہے بلکہ یہاں تو مُطلقاً یہ موجود ہے کہ مدد صرف اللہ سے مانگنی چاہئیے، یہ مافوق الاسباب ماتحت الاسباب وغیرہ والی تقسیم کہاں سے گھڑلی گئی ؟؟؟

اب ذرا یہ مسئلہ سمجھیں

دراصل بات یہ ہے کہ ہمیں ماننا پڑے گا کہ مدد کی دو قسمیں ہیں، ایک حقیقی مدد ایک مجازی مدد، یہاں سورۃ الفاتحہ میں حقیقی مدد کا ذکر ہے اور دُوسری جگہ سورۃ المائدۃ کی آیت نمبر 2 "وتعاونوا علی البر والتقوی"

ترجمہ۔۔۔نیکی اور تقوی میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔

اِس آیت میں مجازی مدد کا ذکر موجود ہے۔

یعنی ہر مدد اللہ ہی کرتا ہے لیکن اللہ چاہے تو اُس مدد کا ظہور خود فرما دے اور چاہے تو کسی مخلوق کے ذریعے کروا دے۔

اعتراض(3)

ہمارا یہ مسئلہ ہی نہیں کہ بعد از وفات اولیاء اللہ مدد کرنے کی طاقت رکھتے ہیں یا نہیں رکھتے بلکہ ہم تو یہ کہتے ہیں ہمیں ہر حال میں صرف اللہ سے مدد مانگنے کا حکم دیا گیا ہے نا کہ انبیاء و اولیاء سے۔

الجواب:

یوں تو اِس کا جواب گزشتہ اعتراض والے جواب سے بھی سمجھا جا سکتا ہے مگر ہم اِس کو مزید کھول کر ذکر کر دیتے ہیں، دیکھئے:
آپ نے کہا کہ ہر حال میں اللہ سے مدد مانگنے کا حکم ہے نہ کہ اولیاء و انبیاء سے، تو ہم یہاں ایک روایت پیش کرتے ہیں:

(٢٦) اصاب الناس قحط فی زمن عمر فجاء رجل الی قبر النبی فقال یا رسول الله صلی الله علیك وسلم استسق لامتك مانهم قد هلکوا فاتاه رسول الله فی المنام فقال ائت عمر فاقرئه السلام واخبره انکم مسقون وقل له علیك الکیس علیك الکیس فاتی عمر فاخبره فبکی عمر ثم قال یا رب ما آلو الا ما عجزت عنه

ترجمہ۔۔۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں قحط پڑ گیا تو ایک صحابی (بلال بن حارث المُزَنی رضی اللہ عنہ) قبرِ رسول پر حاضر ہوئے اور یوں عرض گزار ہوئے، "یا رسول الله استسق لامتك فانهم قد هلکوا" یعنی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ اپنی امت کے لیے بارش طلب کیجیے کیونکہ وہ ہلاک ہو چلی ہے، تو جنابِ رسول اللہ اُن کے خواب میں تشریف لے آئے اور فرمایا: عمر کے پاس جاؤ اور اُسے میرا سلام کہنا اور اُسے بتا دینا کہ تم سب پر بارش برسنے والی ہے اور کہنا کہ نظامِ حکومت بہت دھیان سے چلائیں، تو وہ جنابِ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے اور یہ سارا واقعہ سنایا تو جنابِ عمر رضی اللہ عنہ رو پڑے پھر عرض کرنے لگے: اے اللہ میں اپنی پوری کوشش کر رہا ہوں سوائے اس کے کہ جس سے میں عاجز آ جاؤں۔

(مصنّف ابن ابی شیبۃ جلد 10 صفحہ 463 رقم الحدیث: 32600)
(دلائل النبوة للامام البیهقی جلد 7 صفحہ 47)
(البدایة والنهایة جلد 7 صفحہ 92)
(فتح الباری شرح بخاری لابن حجر العسقلانی جلد 2 صفحہ 495)

حدیث کی اسنادی حیثیت:

(1) امام ابن کثیر نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا، ملاحظہ کیجئے:

هذا اسناد صحیح
ترجمہ۔۔۔ یہ سند صحیح ہے۔

(البدایة والنهایة جلد 7 صفحہ 92)

(2) امام ابن حجر عسقلانی نے بھی اس سند کو صحیح قرار دیا، دیکھیے:

رواه ابن ابی شیبة باسناد صحیح

ترجمہ۔۔۔امام ابن ابی شیبہ نے اس کو صحیح سند سے روایت کیا ہے۔

(فتح الباری جلد 2 صفحہ 495)

(3) امام سمھودی نے بھی صحیح قرار دیا، دیکھئے:

رواه ابن ابی شیبة بسند صحیح

ترجمہ۔۔۔امام ابن ابی شیبہ نے اسے صحیح سند سے روایت کیا ہے۔

(وفاء الوفاء جلد 2 جزء 4 صفحہ 195)

حدیث کی تشریح اور مسئلہ استمداد:

(1) ایک تو یہ حدیث سند کے اعتبار سے بالکل صحیح ہے جیسا کہ ہم نے آئمّہ کی تصریحات پیش کیں۔

(2) صحابئ رسول سیّدنا بلال بن حارث مُزَنی رضی اللہ عنہ کا بعد از وفات رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد مانگنا اور "یا رسول اللہ "صلی اللہ علیک وسلم کہہ کر غیر اللہ کو پکارنا۔ (امام ابن حجر عسقلانی اور امام سمھودی وغیرہ نے وضاحت کی ہے یہ قبر پر آنے والے صحابئ رسول سیدنا بلال بن حارث مُزَنی تھے)

(3) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسے پکّے توحیدی اور عادِل انسان نے وہ خبر سُن کر یہ نہیں فرمایا کہ تم قبر پر کیوں گئے؟ غیرُاللہ سے مدد کیوں مانگی؟ قرآن میں جو "ایاک نستعین" ہے اُس کی مخالفت کیوں کی ہے؟ بلکہ اس معاملے کی تائید و تصدیق میں آنسو چھلک پڑے کہ میرے محبوب نے مجھے سلام بھیجا ہے۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

(4) اس واقعہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تین مسئلے حل فرما دیے:

(نمبر ۱) غیر اللہ سے مدد مانگنا جائز ہے۔

(نمبر ۲) مافوق الاسباب مدد مانگنا جائز ہے۔

(نمبر ۳) ہم بعد از وفات صاحبِ قبر سے مدد مانگنا جائز ہے۔

اب آپ کا وہ اعتراض کہاں رہ گیا کہ مشکل میں صرف اللہ کو پکارو غیر اللہ کو پکارنے سے بندہ مشرک ہو جائے گا۔ (معاذاللہ)

ایک تابعی کا عقیدہ

اِس مسئلے کی تائید پر ایک تابعی کا عقیدہ بھی ذرا پڑھتے جائیں:

(۲۷) کان ابن المنکدر یجلس مع اصحابه فکان یصیبه الصمات فکان یقوم کما هو حتی تضع خده علی قبر النبی صلی الله علیه وسلم ثم یرجع فعوتب فی ذلك فقال انه یصیبنی خطر فاذا وجدت ذلك

استعنت بقبر النبی

ترجمہ۔۔۔ حضرت سیّدنا محمد بن منکدر تابعی رحمة الله علیه (جو کہ سیدہ عائشہ صدیقہ، سیدنا ابوھریرہ، سیّدنا عبداللہ بن عمر. س یدنا جابر بن عبداللہ ، سیدنا عبداللہ بن عبّاس ، سیّدنا عبداللہ بن زبیر اور سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنھم جیسے صحابہ کرام کے شاگرد ہیں اور امام جعفر صادق ، امام اعظم ابوحنیفہ ، امام امالک ، امام سفیان ثوری اور امام سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنھم کے استاذ ہیں) یہ محمد بن منکدر اپنے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھک کرتے ، ان کی زبان میں رکاوٹ پیدا ہو جاتی تھی تو جب بھی یہ مسئلہ بنتا تو یہ ویسے ہی کھڑے ہو جاتے اور آکر قبرِ رسول پر اپنا چہرہ رکھ دیتے تھے پھر واپس لوٹتے تو اِس معاملہ میں کوئی سوال جواب کرتا تو آپ فرماتے مجھے فلاں مسئلہ بن جاتا ہے تو جب بھی میں وہ کیفیت پاتا ہوں تو قبرِ رسول سے اِستِعانَت (یعنی مدد طلب) کرتا ہوں۔

(سیر اعلام النبلاء صفحہ 3722)

تشریح وغیراللہ سے مدد طلب کرنے کا مسئلہ:

(1) اس واقعہ میں حضرت محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ نے وہی لفظ قبرِ رسول کے بولا جو قرآن میں اللہ نے اپنے بارے ارشاد فرمایا ہے اور جس کو لے کر اعتراض کیا جاتا ہے اور وہ لفظ ہے "استعنت" یعنی میں نے مدد طلب کی ، حالانکہ قرآن میں ہے ، "ایاک نستعین" یعنی اے اللہ ہم صرف تجھ سے مدد طلب کرتے ہیں ، دونوں کا مادہ و مصدر ایک ہی ہے اور وہ ہے ، "استعانت"

(2) کیا اتنے سارے صحابہ کرام کے شاگرد اور اتنے عظیم آئمّہ کے استاذ سے شرک کا تصوّر کیا جا سکتا ہے ؟ اور کیا ان کے اِس عمل پر اُس وقت کسی صحابی یا تابعی نے شرک کا فتویٰ داغا؟؟؟

(3) اس واقعہ میں غور کریں تو بالکل ہی وارے نیارے ہو جاتے ہیں اور مسئلۂ استعانت مزید نکھر کر سامنے آجاتا ہے کہ امام محمد بن منکدر نے "استعنت بالنبی" نہیں کہا بلکہ "استعنت" بقبر النبی" کا لفظ بولا کہ نبی تو نبی رہے انبیاء کی قبور سے بھی استعانت کی جا سکتی ہے گویا صالحین سے منسوب اشیاء بھی متبرّک ہوتی ہیں۔

اختتامی نوٹ:

اس سارے مسئلے میں یہ بات ہمیشہ پیشِ نظر رہے کہ حقیقی مدد اللہ ہی فرماتا ہے انبیاء و اولیاء تو اللہ کی مدد کا مظہر بنتے ہیں اور اللہ کی دی ہوئی طاقت سے مدد فرماتے ہیں جبکہ اللہ چاہے تو اس کی مرضی کے بغیر مدد تو کُجا درخت کا ایک پتّہ بھی نہیں ہِل سکتا، یہی عقیدۂ اہلِ سنّت ہے، اگر کوئی اِس سے ہٹ کر عقیدہ رکھتا ہے تو یا تو وہ خود اہلِ سنّت میں سے نہیں ہے یا پھر وہ جاہِل ہو سکتا ہے۔

اس مسئلے ہر قرآن و حدیث اور صحابہ، محدثین اور اسلافِ امّت سے سینکڑوں دلائل موجود ہیں یہاں اِس مسئلے کو انتہائی مختصر مگر جامع انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے،

اللہ کوشش قبول فرمائے اور تحریر کو مؤثّر بناتے ہوئے ہم سب کے لیے ذریعۂ بخشش بنائے، آمین

ہماری دوسری اردو کتابیں

بہار تحریر (اب تک چودہ حصے) -عبد مصطفی آفیشل	اللہ تعالی کو اوپر والا یا اللہ میاں کہنا کیسا؟ -عبد مصطفی
اذان بلال اور سورج کا نکلنا - عبد مصطفی	عشق مجازی (منتخب مضامین کا مجموعہ) - عبد مصطفی آفیشل
گانا بجانا بند کرو، تم مسلمان ہو! - عبد مصطفی	شب معراج غوث پاک - عبد مصطفی
شب معراج نعلین عرش پر - عبد مصطفی	حضرت اویس قرنی کا ایک واقعہ - عبد مصطفی
ڈاکٹر طاہر اور وقار ملت - عبد مصطفی	مقرر کیسا ہو؟ - عبد مصطفی
غیر صحابہ میں ترضی - عبد مصطفی	اختلاف اختلاف اختلاف - عبد مصطفی
چند واقعات کربلا کا تحقیقی جائزہ - عبد مصطفی	بنت حوا (ایک سنجیدہ تحریر) - کنیز اختر
سیکس نالج (اسلام میں صحبت کے آداب) - عبد مصطفی	حضرت ایوب علیہ السلام کے واقعے پر تحقیق - عبد مصطفی
عورت کا جنازہ - جناب غزل صاحبہ	ایک عاشق کی کہانی علامہ ابن جوزی کی زبانی - عبد مصطفی
آئیے نماز سیکھیں (حصہ1) - عبد مصطفی	قیامت کے دن لوگوں کو کس کے نام کے ساتھ پکارا جائے گا - عبد مصطفی
محرم میں نکاح - عبد مصطفی	روایتوں کی تحقیق (پہلا حصہ) - عبد مصطفی
روایتوں کی تحقیق (دوسرا حصہ) - عبد مصطفی	بریک اپ کے بعد کیا کریں؟ - عبد مصطفی
ایک نکاح ایسا بھی - عبد مصطفی	کافر سے سود - عبد مصطفی
میں خان تو انصاری - عبد مصطفی	روایتوں کی تحقیق (تیسرا حصہ) - عبد مصطفی
جرمانہ - عبد مصطفی	لا الہ الا اللہ، چشتی رسول اللہ؟ - عبد مصطفی